34647 ـ جہاد كى مشروعيت ميں حكمت

سوال

مسلمان جہاد كيوں كرتے ہيں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اللہ سبحانہ وتعالى نے مسلمانوں پر جہاد فى سبيل اللہ فرض كيا ہے، اس ليے كہ اس كے نتيجہ ميں بہت سى مصلحتيں مرتب ہوتى ہيں، اور اس ليے بھى كہ جہاد ترك كرنے ميں بہت سى خرابياں و نقصانات اور فساد پيدا ہوتا ہے.

ذيل ميں جہاد فى سبيل اللہ كى مشروعيت ميں كيا حكمت ركھى ہيں ان كا مختصرا ذكر كيا جائے گا:

1 ـ جہاد كا اساسى اور رئيسى مقصد اور ہدف و ٹارگٹ يہ ہے كہ لوگوں سے اللہ وحدہ لا شريك كى عبادت كروائى جائے، اور انہيں بندوں كى غلامى سے نكال كر بندوں كے پروردگار اور ان كے رب كى غلامى ميں لايا جائے.

اللہ سبحانہ وتعالى كا ارشاد ہے:

اور ان سے اس وقت تك جنگ كرو جب تك فتنہ (شرك) مٹ نہ جائے اور اللہ تعالى كا دين غالب نہ آجائے، اگر تو يہ باز آجائيں اور رك جائيں (تو تم بھى رك جاؤ) زيادتى تو صرف ظالموں پر ہى ہے البقرۃ (193).

اور ايك دوسرے مقام پر اس طرح فرمايا:

اور تم ان سے اس وقت تك لڑو اور جنگ كرو جب تك فتنہ باقى ہے، اور دين اللہ ہى كا ہو جائے، اور اگر وہ باز آجائيں تو جو وہ اعمال كر رہے ہيں اللہ تعالى انہيں خوب ديكھ رہا ہے الانفال (39).

ابن جرير رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

لھذا تم اس وقت تك ان كے ساتھ جنگ اور قتال كرتے رہو جب تك شرك ختم نہ ہو جائے، اور اللہ وحدہ لا شريك كى عبادت نہ كى جانے لگے، تو زمين ميں اللہ تعالى كے بندوں سے مصائب ختم ہو جائيں، جو كہ فتنہ ہے، اور سارے

کا سارا دین اللہ تعالی کے لیے ہی ہو کر رہ جائے، حتی کہ اطاعت و فرمانبرداری اور ساری کی ساری عبادت خالصتا اللہ تعالی کی ہونے لگے، کسی اور کہ نہ ہو. اھـ

اور ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہيں:

اللہ سبحانہ وتعالی نے فتنہ کے خاتمہ اور دین اللہ تعالی کے لیے ہوجانے تك کفار سے جنگ کرنے کا حکم یا ہے، یعنی دنیا میں شرك باقی نہ رہے اور سب ادیان پر اللہ تعالی کا دین ہی غالب ہو کر رہ جائے. اھـ

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" مجھے اس وقت تك جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جت تك لوگ یہ گواہی نہ دینے لگیں کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہيں، اور یقینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے رسول ہيں، اور نماز قائم کرنے لگيں، اور زکاۃ ادا کرنے لگيں، لھذا جب وہ یہ کام کرنے لگیں گے تو انہوں نے مجھے سے اپنے خون اور اپنے مال محفوظ کر لیے مگر اسلام کے حق کے ساتھ، اور ان کا حساب اللہ تعالی کے سپرد"

صحیح بخاری حدیث نمبر (24) صحیح مسلم حدیث نمبر (2831).

اور ایك حدیث میں فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

" میں قیامت سے قبل تلوار دے کر بھیجا گیا ہوں حتی کہ اللہ وحدہ لاشریك کی عبادت ہونے لگے"

مسند احمد حدیث نمبر (4869) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح الجامع حدیث نمبر (2831) میں صحیح قرار دیا ہے.

اللہ تعالی کے دشمنوں سے معرکہ کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہن میں بھی یہ ہدف اور ٹارگٹ موجود تھا:

جبیر بن حیہ بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے مختلف ممالك میں مشرکوں کے خلاف جنگ کے لیے لوگوں کو روانہ کیا ....

ہمیں عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے روانہ کیا اور ہمارا امیر نعمان بن مقرن کو بنایا جب ہم دشمن کی سرزمین میں پہنچے اور کسری کا گورنر ہمارے مقابلہ کے لیے چالیس ہزار کا لشکر لے کے نکلا، تو ترجمان کہنے لگا:

تم میں سے ہمارے ساتھ کوئی شخص بات چیت کرے، تو مغیرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے: جو چاہتے ہو سوال

کرو،

وہ کہنے لگا: تم کون ہو؟

انہوں نے جواب دیا: ہم عرب لوگ ہیں، ہم بہت شدت کی پیاس اور تنگی میں تھے، حتی کہ بھوک کی بنا پر ہم چمڑا، گٹھلیاں چوسا کرتے تھے، اور بالوں اور کھال کا لباس زیب تن کیا کرتے تھے، اور درخت و پتھروں کے سامنے سجدہ ریز ہوتے تھے، ہم اسی حالت میں تھےتو اللہ رب العزت جو آسمانوں و زمین کا مالك اور رب ہے اس کا ذکر بلند و بالا اور اس کی عظمت عظیم الشان ہے، نے ہماری طرف ہم میں سے ہی ایك نبی بنا کر مبعوث کیا، ہم اس کے ماں باپ کو جانتے تھے، ہمارے نبی اور ہمارے رب کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ:

ہم تمہارے ساتھ اس وقت تك جنگ اور لڑائی کریں جب تك تم اللہ وحدہ لا شریك کی عبادت نہ کرنے لگ جاؤ، اور یا پھر جزیہ اور ٹیکس ادا کرو اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے رب کے پیغام کے ساتھ ہمیں یہ بتایا کہ ہم میں سے جو بھی قتل ہو گا وہ جنت کی نعمتوں میں داخل ہو گا اس جیسی نعمت کسی نے کبھی دیکھی تك نہیں، اور ہم سے جو بھی باقی رہے گا وہ تمہاری گردنوں کا مالك بنے گا.

صحیح بخاری حدیث نمبر (2925).

صحابہ کرام اور مسلمان کمانڈر حضرات اس حقیقت کا اعلان اپنی جنگوں اور عزوات میں کرتے رہے ہیں.

اور جب فارسیوں کے کمانڈر انچیف رستم نے ربعی بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے سوال کیا کہ تمہیں کونسی چیز کھینچ لائی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا تھا:

اللہ تعالی نے ہمیں اس لیے بھیجا ہے کہ جسے چاہے ہم اسے بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ تعالی کی عبادت کی طرف لے چلیں.

اور جب عقبہ بن نافع طنجہ تك جا پہنچے تو انہوں اپنا گھوڑا پانی میں ڈال دیا حتی کہ گھوڑا سینے تك پانی میں چلا گیا تو کہنے لگے:

اے اللہ گواہ رہنا میں آخری کوشش تك جا پہنچا ہوں، اور اگر آگے یہ سمندر نہ ہوتا تو میں تیرے ساتھ کفر کرنے والے ہر شخص کے ساتھ جنگ کرتا ہوا ملکوں تك جاتا، حتی کہ تیرے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنے والا باقی نہ بچتا.

2 ـ مسلمانوں پر زیادتی اور ظلم کرنے والوں کے ظلم و زیادتی کو دور کرنا.

علماء كرام كا اجماع ہے كہ مسلمانوں پر كفار كى ظلم و زيادتى كو روكنا قدرت ركھنے والے پر فرض عين ہے.

فرمان بارى تعالى ہے:

اور تم اللہ تعالى كے راستے ميں ان لوگوں كے ساتھ جنگ كرو جو تم سے جنگ كرتے ہيں، اور زيادتى نہ كرو بلا شبہ اللہ تعالى زيادتى كرنے والوں سے محبت نہيں كرتا البقرة (190).

اور ايك دوسرے مقام پر ارشاد بارى تعالى ہے:

تم ان لوگوں كى سركوبى كے ليے جنگ كيوں نہيں كرتے جنہوں نے اپنى قسموں كو توڑ ديا اور رسول صلى اللہ عليہ وسلم كو جلاوطن كرنے كى فكر ميں ہيں، اور خود ہى انہوں نے تم چھيڑخانى كرنے ميں ابتدا كى ہے، كيا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اللہ تعالى ہى زيادہ مستحق ہے كہ تم اس سے ڈرو اور اس كا خوف ركھو بشرطيكہ تم ايمان والے ہو التوبۃ (13).

3 ـ لوگوں سے فتنہ و فساد ختم كرنا:

فتنے كئى اقسام وانواع كے ہيں:

اول:

مسلمانوں كو دين اسلام سے مرتد كرنے كے ليے كفار جو مختلف قسم كى تنگياں اور تكليفيں ديتے ہيں، اللہ تعالى نے كمزور اور ضعيف مسلمانوں كو بچانے كے ليے جہاد مشروع كرتے ہوئے فرمايا:

اور تمہيں كيا ہو گيا ہے كہ تم اللہ تعالى كے راستے ميں ان كمزور مردوں اور عورتوں اور ننھے ننھے بچوں كے چھٹكارے كے ليے جنگ كيوں نہيں كرتے؟ جو يوں دعائيں مانگ رہے ہيں كہ اے ہمارے پروردگار ہميں ان ظالموں كى بستى سے نجات دے اور ہمارے ليے خود اپنے پاس سے حمايتى مقرر فرما دے، اور ہمارے ليے خاص اپنے پاس سے مدد گار بنا النساء (75).

دوم:

كفار كا اپنى جانوں كے متعلق فتنہ اور ان كا حق نہ سننا اور قبول نہ كرنا:

يہ اس ليے كہ كفريہ نظام لوگوں كى فطرت اور عقلوں كو خراب كر كے ركھ ديتے ہيں، اور غير اللہ كى عبادت كرنے كى تربيت، اور شراب نوشى اور جنسى خرابيوں ميں پڑنے كا عادى بنانے كے ساتھ ساتھ اخلاق فاضلہ سے چھٹكارا

دلاتے ہیں.

اور جو كوئى بھى ايسا بن جائے وہ حق كو بہت ہى كم قبول كرتا ہے، اور حق و باطل كے مابين پہچان بھى نہيں كرپاتا، اور نہ ہى اسے خير اور شر كى پتہ چلتا ہے، اور نيكى اور برائى كى پہچان بھى جاتى رہتى ہے.

لھذا يہ سارى اشياء جو لوگوں كو حق سننے اور قبول كرنے اور اس كى پہچان كرنے ميں حائل ہوتى ہيں انہيں ختم كرنے اور گرانے كے ليے جہاد فى سبيل اللہ مشروع كيا گيا.

4 ـ اسلامى مملكت كو كفار كے شر سے محفوظ كرنا.

اسى ليے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے كفر كے اماموں اور ليڈروں كو قتل كرنے كا حكم ديا جو دشمنوں كو مسلمانوں كے خلاف ابھارتے رہتے تھے، مثلا: كعب بن اشرف اور ابن ابى الحقيق جو يہودى سردار تھے.

اور اس ميں كفار سے سرحدوں كى حفاظت كرنا بھى شامل ہے، نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اس كى رغبت دلاتے ہوئے فرمايا:

" اللہ تعالى كے راستے ميں ايك دن كا پہرہ دنيا اور جو كچھ اس پر ہے سے بہتر ہے"

صحيح بخارى حديث نمبر (2678).

5 ـ كفار كو دہشت زدہ اور انہيں ذليل و رسوا كرنا.

اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

تم ان (كفار) سے جنگ كرو اللہ تعالى انہيں تمہارے ہاتھوں عذاب دے گا، اور ذليل و رسوا كرے گا، ان كے خلاف تمہارى مدد فرمائےگا، اور مسلمانوں كے كليجے ٹھنڈے كرے گا، اور ان كے دلوں كے غيض و غضب دور كرے گا، اور وہ جس كى طرف چاہتا ہے رحمت سے توجہ فرماتا ہے، اللہ تعالى جانتا بوجھتا اور حكمت والا ہے التوبۃ (14 ـ 15).

اور ايك دوسرے مقام پر ارشاد بارى تعالى ہے:

اور تم ان كے مقابلے كے ليے اپنى طاقت بھر قوت كى تيارى كر كے ركھو اور گھوڑوں كو تيار كر كے ركھو، كہ اس سے تم اللہ تعالى كے اور اپنے دشمنوں كو خوفزدہ ركھ سكو گےالانفال (60).

اور اسى ليے جنگ ميں ايسى اشياء مشروع كى گئى ہيں جو دشمن كے دلوں ميں رعب كا سبب بنتى ہيں.

شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی سے سوال کیا گیا کہ:

کیا جنگ میں یا دشمن کا ایلچی آنے کے وقت فوجی ریشم یا سونا چاندی پہن سکتا ہے؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی نے جواب دیا:

دشمن پر رعب ڈالنے کے لیے ریشمی لباس زیب تن کرنے میں علماء کرام کے دو قول ہیں، ان دونوں قولوں میں صحیح یہی ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے، کیونکہ شام کے فوجیوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کو خط لکھا کہ جب ہم دشمن کے مقابلہ میں جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنا اسلحہ ریشم کے ساتھ ڈھانپا ہوا ہوتا ہے تو اس کی بنا پر ہمارے دلوں میں رعب طاری ہو جاتا ہے.

تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے انہیں جواب میں لکھا:

جس طرح وہ اپنا اسلحہ چھپاتے ہیں تم بھی اپنا اسلحہ چھپاؤ، اور اس لیے کہ ریشم پہننا تکبر کی علامت ہے، اور اللہ تعالی جنگ کے وقت تکبر پسند فرماتا ہے، جیسا کہ سنن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مروی ہے:

(تکبر ایسا بھی ہے جسے اللہ تعالی پسند فرماتا ہے، اور تکبر ایسا بھی ہے جو اللہ تعالی کو ناپسند ہے، اور اسے ناراض کرتا ہے، جو تکبر اللہ تعالی کو پسند ہے وہ دوران جنگ تکبر کرنا ہے، اور جو تکبر اللہ تعالی کو ناپسند ہے وہ بغاوت اور فخر میں تکبر ہے).

احد کی لڑائی میں ابو دجانہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ نے صفوں کے درمیان تکبرانہ چال چلی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ نے فرمایا:

" یہ چال ایسی ہے جسے اللہ تعالی ناپسند کرتا ہے، لیکن اس جگہ نہیں" اھ

دیکھیں: مجموع الفتاوی (28 / 17).

6 ۔ منافقوں کو ظاہر کرنا:

فرمان باری تعالی ہے:

پھر جب کوئی صاف مطلب والی سورت نازل کی جاتی ہے، اور اس میں قتال کا ذکر کیا جاتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ جن دلوں میں بیماری ہے وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے جیسے اس شخص کی نظر ہوتی ہے جس پر موت کی بے ہوشی طاری ہومحمد (20).

مسلمانوں کی وسعت اور کشادگی کی حالت میں ہو سکتا ہے کچھ لوگ ایسے بھی مسلمانوں میں شامل ہو جائیں جو مادی حالت سنوارنا چاہتے ہوں اور ان کا مقصد کلمہ کفر پر اللہ تعالی کا کلمہ بلند کرنا نہ ہو، اور ان لوگوں کا معاملہ بہت سے مسلمانوں پر مخفی رہے، تو اسے ظاہر کرنے والی سب سے چیز جہاد ہی ہے، کیونکہ جہاد میں تو جان خرچ کرنی پڑتی ہے، اور اس منافق نے تو نفاق اسی لیے اختیار کیا ہے تا کہ وہ اپنی روح اور جان بچا سکے.

اور جو کچھ جنگ احد میں مومنوں کے ساتھ ہوا اس میں بھی اللہ تعالی کی حکمت تھی کہ منافقوں کو ظاہر کیا جائے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

جس حال پر تم ہو اسی پر اللہ ایمان والوں کو نہ چھوڑ دے گا جب تك كہ پاك اور ناپاك کو الگ الگ نہ کر دےآل عمران(179).

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

یعنی جس حالت میں تم ہو اللہ تعالی تمہیں اسی حالت میں نہیں چھوڑ دے گا، کہ مومن اور منافق خلط ملط رہیں، بلکہ اللہ تعالی اہل ایمان کو اہل نفاق سے ممتاز کر کے رکھ دے گا، جیسا کہ انہیں معرکہ احد میں آزمائش کے ساتھ ممتاز کیا.

اور اللہ تعالی اس غیب پر مطلع نہیں کرے گا جو ان کے اور ان کے مابین تمیز کردے، کیونکہ وہ اس کے غیب میں اور اس کے علم میں بھی متمیز ہیں، وہ اللہ سبحانہ تعالی چاہتا ہے کہ ان کے مابین واضح تمیز کردے، تو وہ معلوم ہو جائے غیب شھادہ ہے. اھـ

7 ـ مومنوں کا گناہوں سے چھٹکارا:

یعنی ان کا گناہوں سے بچنا اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنا.

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے:

اور ہم ان دنوں کو لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں، (معرکہ احد میں یہ وقت شکست) اس لیے تھی کہ اللہ تعالی ایمان والوں کو ظاہر کر دے اور تم میں سے بعض کو شہادت کا درجہ نصیب فرمائے، اللہ تعالی ظالموں سے محبت نہیں کرتا، (یہ وجہ بھی تھی) کہ اللہ تعالی ایمان والوں کو بالکل الگ کر دے اور کافروں کو مٹا دے، کیا تم سمجھ بیٹھے ہو کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی تك اللہ تعالی نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ تم میں سے جہاد کرنے والے کون ہیں اور صبر کرنے والے کون ہیں؟ آل عمران (14 ـ 142).

8 ـ غنیمتوں کا حصول:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" میں قیامت سے قبل تلوار دے کر مبعوث کیا گیا ہوں تا کہ صرف ایك اللہ وحدہ لا شریك کی عبادت کی جائے، اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھا گیا ہے، اور جس نے بھی میرے کام کی مخالف کی اس پر ذلت و پستی مسلط کر دی گئی ہے، اور جو کوئی کسی قوم کے مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے"

مسند احمد حدیث نمبر (4869) صحیح الجامع حدیث نمبر (2831).

حافظ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اس حدیث اس امت کے غنیمتوں کے حلال ہونے کا اشارہ ہے، اور اس یہ بیان ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رزق اسی میں رکھا گیا ہے، نہ کہ اس کے علاوہ کسی اور آمدن میں، اور اسی لیے بعض علماء کرام کا کہنا ہے کہ یہ کمائی کا سب سے افضل ترین ذریعہ ہے. اھـ

اور امام قرطبی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روزی ان کی فضیلت کی بنا پر ان کی کمائی میں رکھی، اور اسے سب سے بہتر اور افضل کمائی اور آمدن کی قسم میں رکھا، اور وہ یہ کہ اپنے شرف کی بنا پر قھر اور غلبہ کے ساتھ حاصل کرنا. اھـ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر میں ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ کے قافلہ کے لیے نکلے تھے.

قرطبی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

نبیکریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ پر حملہ کرنے کے لیے نکلنا غنیمت کے حصول کے لیے نکلنے کے جواز کی دلیل ہے، کیونکہ یہ حلال کمائی ہے، اور یہ مالك رحمہ اللہ کا رد ہے کہ جب انہوں نے یہ کہا کہ یہ قتال دنیا کے حصول کے لیے تھا. اھـ

امام شوکانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

(ابن ابی جمرہ کا کہنا ہے کہ: محققون کہتے ہیں کہ جب پہلا سبب اور باعث اعلاء کلمۃ اللہ ہو تو پھر اس کی طرف جو بھی اضافہ کیا جائے وہ اس کے لیے نقصان دہ نہیں ہے) اھـ

9 ـ شھادتوں كا حصول:

فرمان بارى تعالى ہے:

اگر تم زخمى ہوئے ہو تو تمہارے دشمن اور مخالف بھى تو ايسے ہى زخمى ہو چكے ہيں، ہم ان دنوں كو لوگوں كے درميان ادلتے بدلتے رہتے ہيں، (احد ميں وقتى طور پر شكست اس ليے تھى) كہ اللہ تعالى ايمان والوں كو ظاہر كردے اور تم ميں سے بعض كو شہادت كا درجہ نصيب فرمائے، اللہ تعالى ظالموں سے محبت نہيں كرتا، (وجہ يہ بھى تھى) كہ اللہ تعالى ايمان والوں كو بالكل الگ كردے اور كافروں كو مٹا كر نيست و نابود كركےركھ دےآل عمران (140-141).

اللہ تعالى كے ہاں اولياء كے ليے بلند ترين مرتبہ شہادت ہے، اور شہداء ہى اس كے بندوں ميں خاص اور اس كے مقرب بندے ہيں، صديقيت كے بعد شہادت كے علاوہ كوئى مرتبہ اور درجہ نہيں، وہ اللہ سبحانہ وتعالى اپنے بندوں ميں سے شہداء بنانے پسند كرتا ہے، اس اللہ كى محبت ميں ان كے خون بہتے ہيں، اور اس كى خوشنودى كے حصول كے ليے وہ اپنى جانوں كا نذرانہ پيش كرتے، اور اس اللہ تعالى كى رضا اور محبت كو وہ اپنے نفسوں اور جانوں پر ترجيح ديتے ہيں، اور يہ مرتبہ و درجہ اس وقت تك حاصل ہى نہيں ہو سكتا جب تك كہ اس پہنچنے كے اسباب پيدا نہ ہوں، اور وہ دشمنوں كا مسلط ہونا ہے) اھـ

ماخوزاز: زاد المعاد لابن قيم رحمہ اللہ تعالى .

جو لوگ مسلمانوں كو جہاد سے متنفر كرتے، اور انہيں اس سے خوفزدہ كرتے، اور يہ باور كراتے ہيں كہ جہاد موت ہے، اس سے عورتيں بيوہ ہوتى ہيں اور بچے يتيم ہوتے ہيں، ان ميں يہ حكمت كہاں گئى اور وہ اس عظيم الشان اور جليل القدر حكمت كے متلق كيا كہتے ہيں؟!

10 ـ اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

اور اگر اللہ تعالى آپس ميں لوگوں كو ايك دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادت خانے اور گرجے اور مسجديں اور يہوديوں كے معبد اور وہ مسجديں بھى منہدم كردى جاتيں جہاں اللہ تعالى كا نام كثرت سے ليا جاتا ہے، جو اللہ تعالى كى مدد و نصرت كرے گا اللہ تعالى بھى ضرور اس كى مدد و نصرت كرے گا، بيشك اللہ تعالى بڑى قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے الحج (40).

اور ايك دوسرے مقام پر ارشاد بارى تعالى ہے:

اور اگر اللہ تعالى بعض لوگوں كو بعض سے دفع نہ كرتا تو زمين ميں فساد پھيل جاتا، ليكن اللہ تعالى دنيا والوں پر فضل

و کرم کرنےوالا ہے البقرة (251).

مقاتل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اگر اللہ تعالی مسلمانوں کےساتھ مشرکوں کو دفع نہ کرے تو مشرك زمین پر غالب آجائیں اور مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کردیں، اور مساجد خراب کردیں. اھـ

شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب" الجواب الصحیح" میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالی مومنوں کے ساتھ کفار کو دفع کرتا اور دونوں گروہوں میں سے بہتر اور اچھے گروہ کے ساتھ شریر اور برے گروہ کو ختم کرتا ہے، جیسا کہ مجوسیوں کو رومی عیسائیوں کے ساتھ ختم کیا، پھرامت محمدیہ کے مومنوں کے ساتھ نصاری کو دفع کیا. اھـ

دیکھیں: الجواب الصحیح (2 / 216).

اور سعدی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

کافروں اور فاجروں، اہل شر اور فسادیوں کے غلبہ کی بنا پر زمین میں فساد بپا ہو چکا ہے. اھـ

جہاد کی مشروعیت کی بعض حکمتیں یہ تھیں جو ذکر کی گئی ہیں.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ان کے دین کی طرف بہتر اور اچھے طریقے سے پلٹنے کو توفیق نصیب فرمائے، اور اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے.

واللہ اعلم .